توہین رسالت کی سزا کی عملداری حیات پیغمبری میں

Implementation of law of blasphemy in the period of Prophet

Khawaja Arshid Ali*
Bilawal Hussain**
Dr. Mussarat Malik***

Abstract

When Allah created the human being, He also created his Special representatives to guide the human being on the right path. He gave them his special powers, spirituality and highest rank among all the humans. He ordained human beings strictly in Holy Scriptures time to time to respect his special representatives. Muslims love and respect prophet Muhammadﷺ more than our lives. His honour and reverence is everything for us, So talking anything wrong, making mimicry of their characters and making any ill comments on their personality is unforgiveable sin and crime. Not only God has strictly prohibited this, but the world's laws have also strict restrictions on the offence of chosen people of God. If anybody does so, he is harshly treated in according with the laws of his religion as well as laws of his country. Even in the time of our holy prophet people who were involved in blasphemy were given severe punishment on the orders of our holy prophet. The severity of matter can be gauged from the fact that though prophet, being very merciful, did not show any pity on the people in this context. One thing should be kept in mind the law of blasphemy should be made viable through government laws and procedures. Only the government should have authority to punish the culprit after proper investigation, Muslims bear each problems but they do not bear the insult of Prophet so if government became fail in giving punishment then certainly people will take their revenge and kill that person and this will be fault of government that government could not give justice to Muslims in entire world.

تعارف

یقیناً اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے اور اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو انسانی حقوق پہ غیر معمولی توجہ مرکوز کرتا ہے اور رنگ و نسل اور مذہب سے بالاتر ہو کر انسانی حقوق کی رہنمائی فرماتا ہے۔ بالخصوص اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا سبق دیتا ہے۔ بلاشبہ اسلام نے ہر چیز کی حد بندی اور قانون سازی کی ہے۔ جب انسان ان حدود کی پرواہ نہ کرے اور ان کو اپنے پاؤں تلے دبانے کی کوشش کرے گا تو پھر اسلام میں اس کیلئے سخت سزا مقرر کی گئی ہے تاکہ گناہوں اور مظالم کا معاشرے سے خاتمہ ممکن ہو سکے۔ یقیناً ہر مذہب کے رہنما اس مذہب کے اساس اور بنیاد ہوتے ہیں اور اگر کسی مذہب کو ختم کرنا ہو تو اس مذہب کے رہنما کی محبت ان کے ماننے والوں کے دلوں سے نکال لی جائے تو پھر اس

* Islamic research scholar Uok.
Email: khawajaArshidAli@gmail.Com
** Lecturer BBS University of Technology and skill development , khairpur mirs Sindh.
Email: bilawalmagsi10@gmaill.com
*** Senior Lecturer University of wah Cantt.
Email: mussaratmalik@yahoo.com

مذہب کا صرف نام ہی باقی رہ جائے گا۔ جیسا کہ مسلمانوں کے دلوں کا مرکز و محور نبی آخر الزمان سید عالم ﷺ کی ذات مقدسہ ہے ان کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے نکالنا مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی مانند ہے اور جس طرح حضور اکرم ﷺ سے محبت عین ایمان ہے اسی طرح حضور اکرم ﷺ سے بغض و عناد باعث ہلاکت و بربادی ایمان ہے اور آپ ﷺ کی گستاخی دنیا اور آخرت کی رسوائی اور باعث عتاب ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ نبی ﷺ سے بغض و عناد اور توہین آمیز کلمات کا سلسلہ صدیوں سے دشمنان اسلام کا وطیرہ رہا ہے، مسلم امہ ڈنکے کی چوٹ پر اپنی تقریر اور تحریر سے ان کا رد کرتی چلی آرہی ہے اور گستاخی کے مرتکب افراد کو کیفر کردار تک پہنچانے کا کام انجام دیتی چلی آرہی ہے، بلاشبہ انکے ناموس کی حفاظت ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اس لیے کہ دین اسلام کی اساس و بنیاد ناموس رسالت کی حفاظت اور چوکیداری پر قائم ہے۔

امت مسلمہ دور صحابہ سے لے کر آج تک اس بات پر متفق رہے ہیں کہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا آخرت میں سخت عذاب کے علاوہ اس دنیا میں بھی سخت سزا ہے اور یہ ملک پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے۔ اسلام کے بدولت معرض وجود میں آیا اور اس کی بنیاد اسلامی نظریات و قوانین پر رکھی گئی ہے، اس کے آرٹیکل 295-c کے مطابق حضور اکرم ﷺ کی گستاخی کرنے والے کی سزا سزائے موت ہے۔ جب کسی کی گستاخی اور توہین رسالت ثابت ہو جائے تو ارباب حل و عقد اور قانون کے عملداروں پر لازم ہے کہ اس گستاخ کو اس کے انجام تک پہنچایا جائے اور اگر عدالت اور قانون کے علمدار ناموس رسالت کی تحفظ میں ناکام ہو گئے تو کروڑوں لوگوں کے دل زخمی ہو جائیں گے اور انفرادی جذبات کے سمندر امنڈ آئیں گے اور لوگ اس گستاخ کو ماورائے عدالت قتل کر دیں گے اور گستاخ رسول کا ماورائے عدالت قتل ہونے کا قصور قانون کے علمبرداروں ہی کی طرف جاتا ہے کہ اس نے کروڑوں لوگوں کو انصاف نہیں دیا، ان کو ان کا حق نہیں دیا اور جب انصاف نہ ملے گا تو لوگ اپنا بدلہ خود ہی لینا شروع کرینگے۔

ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ہر زمانے کے مسلمان معاشرے کا مرکز و محور ہیں اس لئے جو زبان آپ ﷺ پر طعن کیلئے کھلتی ہے، اگر اسے کاٹا نہ جائے اور جو قلم آپ ﷺ کی گستاخی کیلئے اٹھتا ہے اگر اسے توڑا نہ جائے تو اسلامی معاشرہ فساد اعتقادی و عملی کا شکار ہو کر رہ جائے گا اور جس کو جب چاہے حضور ﷺ کی حرمت پر انگلی اٹھانے کا موقع ملنے لگے گا، اسلامی اقدار و شعار اسلام پر حرف گیری اور طعن و تشنیع لوگوں کا وطیرہ بن جائے گا اور اس طرح مسلمانوں کے دلوں سے اسلام مٹتا چلا جائے گا، جب قتل کرنے والا، شراب پینے والا، زنا کرنے والا اگرچہ توبہ کرے لیکن پھر بھی دنیا میں وہ سزا کا مستحق ہے، عدالت اس کو سزا دے گی اسی طرح گستاخ رسول جو کہ کروڑوں لوگوں کے دلوں کو مجروح کرتا ہے اس کی توبہ قبول کیے بغیر دنیا میں اس کو سزائے موت ہی دی جائے گی تاکہ سرے ہی سے کسی کو یہ جراءت ہی نہ ہو کہ وہ آپ ﷺ کے خلاف اپنی زبان کو حرکت دے سکے اور نازیبہ کلمات کہہ سکے۔ مالک کائنات کو اپنے محبوب کی ادنی گستاخی بھی پسند نہیں یہاں تک کہ اگر کسی لفظ میں گستاخی کا شائبہ بھی نکلتا ہو

وہ لفظ بھی حضور ﷺ کی بارگاہ میں منع ہے چنانچہ قرآن میں ہے:

يٰٓايها الذين اٰمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا و للكٰفرين عذاب اليم

ترجمہ: اے ایمان والو! میرے پیغمبر سے راعنا نہ کہا کرو انظرنا کہا کرو خوب سن لو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔[1]

اگرچہ دین اسلام پیار اور محبتیں بانٹنے والا دین ہے کہ خود نبی اکرم ﷺ اس دنیا میں انسان، حیوانات، نباتات اور جمادات بلکہ عالمین کیلئے رحمت بن کر تشریف لائے آپ ﷺ نے زندگی بھر ظلم کے مقابلے میں صبر اور عفو سے کام لیا۔ مجرموں کو معاف کر دینے میں آپ ﷺ ہمیشہ فراخ دلی کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ اپنے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل حضرت وحشیؓ بن حرب رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کا مثلہ کر دینے والی ہندہ زوجہ ابو سفیان کو معاف کر دینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کو اور ان جیسے کئی اور لوگوں کو جنہوں نے ظلم و ستم کی خونیں داستانیں رقم کی تھیں، معاف فرما کر عفو و درگذر کی تاریخی مثالیں قائم کیں۔ لیکن اس پیکر عفو و کرم ﷺ نے توہین کے مقابلے میں کبھی برداشت اور رواداری سے کام نہیں لیا۔ بلکہ ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور اگر آپ نے کسی گستاخ کو معاف کر بھی لیا جیسے انس بن زنیم نے گستاخی کی معافی مانگی تو آپ ﷺ نے اس کو معاف کر دیا تو یہ آپ ﷺ کا حق تھا کہ آپ ﷺ جس کو چاہیں معاف کریں اور جس کو چاہیں سزا دیں۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد کسی امتی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ گستاخ رسول کو معاف کرے اور اس کی توبہ قبول کرے۔ دنیا میں اس کو ہر حال میں سزا دی جائے گی اور اس کی توبہ اس کو قیامت ہی میں نفع دے گی۔

اب ان واقعات کا ذکر کیا جا رہا ہے جس میں آپ ﷺ نے گستاخ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

محمد بن مسلمہ کا گستاخ کعب بن اشرف کو قتل کرنا

حدثنا علی بن عبد الله ، حدثنا سفيان، قال عمرو سمعت جابر بن عبد الله . رضى الله عنهما . يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " من لكعب بن الاشرف فانه آذى الله ورسوله صلى الله عليه وسلم ". فقال محمد بن مسلمة أنا. فأتاه فقال أردنا أن تسلفنا وسقا أو وسقين. فقال ارهنوني نساءكم. قالوا كيف نرهنك نساءنا، وأنت أجمل العرب قال فارهنوني أبناءكم. قالوا كيف نرهن أبناءنا فيسب أحدهم، فيقال رهن بوسقٍ أو وسقين هذا عار علينا ولكنا نرهنك اللأمة . قال سفيان يعني السلاح . فوعده أن يأتيه فقتلوه، ثم أتوا النبي ﷺ فاخبروه[2]۔

مفہوم روایت:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے سنا کہ حضور صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون کھڑا ہوگا کعب بن اشرف کیلئے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیفیں دی ہیں تو محمد بن مسلمہ اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر جا کر اس کو قتل کر دیا۔ پھر حضور صل اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ میں نے اس کو قتل کر دیا۔

کعب بن اشرف نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا اور قریش کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتا تھا۔ یہ یہودی نبی صل اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے واسطے سے اللہ کو اذیت دیتا تھا۔ تو نبی صل اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا اعلان کیا اور محمد بن مسلمہ نے اس کو قتل کر کے حضور صل اللہ

علیہ وسلم کو اس کے قتل کی اطلاع دے دی۔

عبداللہ بن عتیق کا گستاخ ابورافع یہودی کو قتل کرنا

حدثني إسحاق بن نصر حدثنا يحيى بن آدم حدثنا ابن أبي زائدة عن أبيه عن أبي إسحاق عن البراء بن عازب رضي الله عنهما قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم رهطا إلى أبي رافع فدخل عليه عبد الله بن عتيك بيته ليلا وهو نائم فقتله۔[3]

مفھوم: رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے ابورافع یہودی کو قتل کرنے کیلیئے چند لوگوں کا انتخاب فرمایا۔ جن کا بڑا عبداللہ بن عتیق کو مقرر کیا ۔عبداللہ بن عتیق رات کو ابورافع کے پاس آیا، ابورافع اس وقت سورہا تھا کہ عبداللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا۔ یہ ابورافع نبی پاک صل اللہ علیہ وسلم کو تکالیف دیتا تھا اور آپ صل اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کی مدد کرتا تھا۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ گستاخ رسول کے قتل کیلیئے باقاعدہ آدمی مقرر کئے جاتے تھے تاکہ معاشرے سے شریر لوگوں کا صفایا کیا جا سکے اور ہر کسی کی عزت کی حفاظت کی جا سکے۔ بالخصوص مقدس ہستیوں کے خلاف لب کشائی سے لوگوں کے منہ بند کیے جا سکیں۔

ابوبرزہ صحابی کا گستاخ ابن خطل کو قتل کرنا

عن انس بن مالک ان النبی صل اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ یوم الفتح و علی راسه المغفر فلما نزعه جاء رجل فقال ابن خطل متعلق باستار الکعبۃ فقال اقتله۔[4]

مفھوم: حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ صل اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک پر خود پہنا ہوا تھا۔ جب آپ نے خود اتارا تو ایک شخص اس وقت حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا۔

ابن تیمیہ نے "الصارم المسلول" میں لکھا ہے کہ ابن خطل اشعار کہہ کر رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا اور اپنی باندی کو وہ اشعار گانے کیلیئے کہا کرتا تھا، تو اسکے کل تین جرم تھے جس کی وجہ سے وہ مباح الدم قرار پایا۔ اول ارتداد، دوسرا قتل اور تیسرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی۔[5]

اس حدیث سے یہ بات عیاں ہو چکی کہ نبی ﷺ کی گستاخی بہت بڑا گناہ ہے اور مرتکب توہین رسالت اگرچہ کعبہ کو چپٹا ہوا ہے پھر بھی اسے سزا ملے گی۔

حضرت علی کا گستاخ حویرث بن نقیذ کو قتل کرنا

یہ ان لوگوں میں سے تھا جو مکہ میں نبی صل اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچایا کرتا تھا، ہجرت مدینہ کے دوران جب حضرت عباس بی بی زینب اور بی بی فاطمہ کو اونٹ پر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ لے جا رہے تھے اس وقت اس بدبخت نے اونٹ کو اس زور سے کونچا دیا کہ اونٹ بے تحاشہ بھاگ اٹھا اور بی بی زینب اور فاطمہ زمین پر گر گئیں، پھر جب اس کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا تو حضرت علی نے اس کو قتل کر دیا۔[6]

ایک نابینا صحابی کا اپنی گستاخ باندی کو قتل کرنا

حدثنا ابن عباس، ان اعمی کانت له تشتم النبی صلی الله علیه وسلم ، وتقع فیه، فینهاها، فلا تنتهي، ویزجرها فلا تنزجر، قال: فلما كانت ذات ليلةٍ، جعلت تقع في النبي صلى الله عليه وسلم، وتشتمه، فأخذ المغول فوضعه في بطنها، واتكأ عليها فقتلها، فوقع بين رجليها طفل، فلطخت ما هناك بالدم، فلما أصبح ذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فجمع الناس فقال: «أنشد الله رجلا فعل ما فعل لي عليه حق إلا قام»، فقام الأعمى يتخطى الناس وهويتزلزل حتى قعد بين يدي النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله، أنا صاحبها، كانت تشتمك، وتقع فيك، فأنهاها فلا تنتهي، وأزجرها، فلا تنزجر، ولي منها ابنان مثل اللؤلؤتين، وكانت بي رفيقةً، فلما كان البارحة جعلت تشتمك، وتقع فيك، فأخذت المغول فوضعته في بطنها، واتكأت عليها حتى قتلتها، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «ألا اشهدوا أن دمها هدر»[7]

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ام ولد باندی تھی جو کہ نبی صل اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور آپ صل اللہ علیہ وسلم کے شان میں گستاخیاں کرتی تھی۔ یہ نابینا اسکو روکتا تھا مگر وہ نہ رکتی تھی۔ یہ اسے ڈانٹتا تھا مگر وہ نہیں مانتی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ جب ایک رات پھر نبی صل اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے لگی اور گالیں دینی شروع کیں تو اس نابینا نے ہتھیار (خنجر) لیا اور اسکے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا وزن ڈال کر دبا دیا اور مار ڈالا۔ عورت کی ٹانگوں کے درمیان بچہ نکل پڑا، جو کچھ وہاں تھا خون آلود ہوا۔ جب صبح ہوئی تو یہ واقعہ نبی پاک صل اللہ علیہ وسلم کے ہاں ذکر ہوا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا۔ پھر فرمایا کہ اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے یہ کچھ کیا جو کچھ میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے تو نابینا کھڑا ہوا۔ لوگوں کو پھلانگتا ہوا اس حالت میں آگے بڑا کہ وہ کانپ رہا تھا۔ حتی کہ حضور صل اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ہوں مارنے والا۔ یہ آپ کو گالیاں دیتی تھی اور گستاخیاں کرتی تھی۔ میں اسے روکتا تھا وہ نہ رکتی تھی، میں دھمکاتا تھا وہ باز نہیں آتی تھی اور اس سے میرے دو بچے ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں اور وہ مجھ پر مہربان بھی تھی۔ لیکن آج رات جب اس نے آپ کو گالیاں دیں اور برا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے خنجر لیا اور اس کے پیٹ پر رکھا اور زور لگا کر اسے مار ڈالا۔ نبی صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو گواہ رہو اس کا خون بے بدلہ (بے سزا) ہے۔

ایک صحابی کا گستاخ یہودی عورت کو قتل کرنا

عن علي رضي الله عنه، «أن يهوديةً كانت تشتم النبي صلى الله عليه وسلم وتقع فيه، فخنقها رجل حتى ماتت، فأبطل رسول الله صلى الله عليه وسلم دمها۔[8]

ترجمہ: حضرت علی سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ عورت نبی صل اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور برا کہتی تھی۔ تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ تو رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو نا قابل سزا قرار دے دیا۔

دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور صل اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے مباح الدم بن جاتا ہے۔ اگرچہ گستاخ رسول کو قتل کرنا حکومت کے ذمہ ہے۔ عام آدمی قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لے۔ لیکن اگر کسی نے قانون ہاتھ میں لے کر اس گستاخ کو قتل کیا تو اس قاتل

پر کوئی قصاص یا تاوان نہیں ہو گا کیونکہ مرتد مباح الدم ہوتا ہے اور جائز القتل ہوتا ہے۔

عمیر بن امیہ کا اپنی گستاخ بہن کو قتل کرنا

حدثنا أحمد بن عمرو الخلال المكي، ثنا يعقوب بن حميد، ثنا عبد الله بن يزيد المقرئ، عن سعيد بن أبي أيوب، أن يزيد بن أبي حبيبٍ، حدثه أن السلم بن يزيد , ويزيد بن إسحاق حدثاه، عن عمير بن أمية، أنه كانت له أخت وكان إذا خرج إلى النبي صلى الله عليه وسلم آذته فيه وشتمت النبي صلى الله عله وسلم وكانت مشركةً، فاشتمل لها يوما على السيف، ثم أتاها فوضعه عليها فقتلها، فقام بنوها فصاحوا وقالوا: قد علمنا من قتلها أفتقتل أمنا؟ وهؤلاء قوم لهم آباء وأمهات مشركون، فلما خاف عمير أن يقتلوا غير قاتلها ذهب إلى النبي صلى الله عليه وسلم فأخبره فقال: «أقتلت أختك؟» قال: نعم، قال: «ولم؟» قال: إنها كانت تؤذيني فيك، فأرسل النبي صلى الله عليه وسلم إلى بنيها فسألهم؟ فسموا غير قاتلها، فأخبرهم النبي صلى الله عليه وسلم به وأهدر دمها قالوا: سمعًا وطاعةً۔[9]

ترجمہ: عمیر بن امیہ کی ایک بہن تھی۔ عمیر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے تو وہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے تکلیف دیتی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی۔ وہ مشرکہ تھی۔ عمیر نے ایک دن تلوار اٹھائی پھر اپنی بہن کے پاس آئے۔ اسے تلوار کا وار کر کے قتل کر دیا۔ اس کے بیٹے اٹھے، انہوں نے چیخ و پکار کی اور کہنے لگے کہ ہمیں معلوم ہے، کس نے اسے قتل کیا ہے؟ کیا ہمیں امن و امان دے کر قتل کیا گیا ہے؟ اور اس قوم کے آباء واجداد اور مائیں مشرک ہیں۔ جب عمیر کو یہ خوف لاحق ہوا کہ وہ اپنی ماں کے بدلے میں کسی کو ناجائز قتل کر دیں گے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کو خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اپنی بہن کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ولم؟ تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ تو انہوں نے کہا: یہ مجھے آپ کے بارے میں تکلیف دیتی تھی۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹوں کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کسی اور کو قاتل بنایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی اور اس کا خون رائیگاں قرار دیا تو انہوں نے کہا: ہم نے سنا اور مان لیا۔

خالد بن ولید کا ایک گستاخ عورت کو قتل کرنا

عن معمرٍ، عن سماك بن الفضل قال: أخبرني عروة بن محمدٍ، عن رجلٍ، عن. . . أو قال: ألفين أن امرأةً كانت تسب النبي صلى الله عليه وسلم، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «من يكفيني عدوي؟» فخرج إليها خالد بن الوليد فقتلها۔[10]

مفہوم روایت۔ ایک عورت نبی ﷺ کو گالیاں دیتی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے دشمن کو میری طرف سے کون کافی ہو گا تو خالد بن ولید اس عورت کی طرف لپکے اور اس کو قتل کر دیا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا گستاخ رسول بشر کو قتل کرنے کا واقعہ

سورۃ نساء کی آیت 60 کے تحت یہ واقعہ کئی تفاسیر میں منقول ہے اور تفسیر مدارک کے کچھ یوں الفاظ ہیں

كان بين بشرالمنافق و يهودى خصومةً،فدعاه اليهودي الى النبى ﷺلعلمه انه لا يرتشى،ودعاه المنافق الى كعب بن اشرف ليرشوه،فاحتكما الى النبىﷺ فقضى لليهودي فلم يرض المنافق وقال تعال نتحاكم الى عمر فقال اليهودي لعمر قضى لى رسول الله فلم يرض بقضاءه فقال عمر للمنافق اكذالک؟ قال نعم فقال عمر مكانكما حتى اخرج اليكما فدخل عمر فاخذ سيفه،ثم خرج فضرب به عنق المنافق،فقال هكذا اقضى لمن لم يرض بقضاء الله ورسوله فنزل(الم تر الى الذين يزعمون انهم آمنوا بما انزل اليک وما انزل من قبلک يريدون ان يتحاكموا الى الطاغوت) وقال جبريل ان عمر فرق بين الحق والباطل، فقال له رسول الله انت الفاروق-[11]

مفہوم: بشر منافق اور یہودی کے درمیان ایک جھگڑا تھا۔ یہودی نے بشر کو فیصلے کے لے نبی ﷺ کی دعوت دی اس لیے کے یہودی جانتا تھا کہ مسلمانوں کے نبی رشوت نہیں لیں گے حق فیصلہ کریں گے اور منافق نے یہودی کو فیصلے کیلئے کعب بن اشرف کی دعوت دی تاکہ میں اس کو رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرواوں۔ بہر حال دونوں حضور ﷺ کی طرف گئے اور پنی اپنی بات پیش کی۔ نبی ﷺ نے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا لیکن اس پر منافق راضی نہیں ہوا۔ منافق نے کہا چلو ہم اپنا فیصلہ عمر سے کرواتے ہیں۔ دونوں فاروق اعظم کے پاس پہنچے۔ یہودی نے فاروق اعظم کو کہا رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ میرے حق میں کیا ہے۔ لیکن یہ اس پر راضی نہیں ہوا۔ فاروق اعظم نے منافق کو فرمایا کیا ایسا ہی ہے؟ منافق نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ پھر فاروق اعظم نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پہ رکو میں آتا ہوں۔ فاروق اعظم گھر گئے، تلوار لے کر آ گئے، منافق کی گردن اڑا دی اور فرمایا یہی میرا فیصلہ ہے۔ اس کیلئے جو رسول اللہ کے فیصلے کو نہیں مانتا۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی (الم ترالی الذین یزعمون انھم آمنوابماانزل الیک وماانزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت) جبریل علیہ السلام نے کہا بیشک عمر نے حق اور باطل کو جدا کر کے دکھایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے عمر کو فرمایا کہ تو فاروق ہے۔

سالم بن عمیر کا ابو عفک یہودی گستاخ کو قتل کرنا

قصة ابى عفک اليهودي ، ذكره اهل المغازى والسير قال الواقدى ثنا سعيد بن محمد عن عمارة بن غزية وحدثناه ابو مصعب اسمايل بن زيد بن ثابت عن اشياخه، قالا ان شيخا من بنى عمرو بن عوف يقال له ابو عفک وكان شيخا كبيرا قد بلغ عشرين ومئة سنة حين قدم النبىﷺ المدينة كان يحرض على عداوة النبى ﷺ ، ولم يدخل فى الاسلام ، فلما خرج رسول الله ﷺ الى بدر ظفره الله بما ظفره ، فحسده وبغى ، فقال: وذكر قصيدة/ تتضمن هجو النبى ﷺ وذم من التبعه ، قال سالم بن عمير : على نذر ان اقتل ابا عفک او اموت دونه ، فامهل ،فطلب له غرة حتى كانت ليلة صائفة ، فنام ابو عفک بالفناء فى الصيف فى بنى عمرو بن عوف ، فاقبل سالم بن عمير ، فوضع السيف على كبده حتى خش فى الفراش ، وصاح عدو الله ، فتاب اليه اناس ممن هم على قوله ، فادخلوه منزله وقبروه وقالو: من قتله ؟ والله لو نعلم من قتله لقتلناه به۔[12]

مفہوم: واقدی نے بطریق سعید بن محمد از عمارہ بن غزیہ واز ابو مصعب اسماعیل بن مصعب بن اسماعیل بن زید بن ثابت اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے۔ دونوں کہتے ہیں کہ بنو عمرو بن عوف میں ایک شیخ تھا جس کو ابو عفک کہتے تھے۔ وہ نہایت بوڑھا تھا اور اس کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ یہ شخص مدینہ آکر لوگوں کو رسول کریم ﷺ کی عداوت پر بھڑکایا کرتا تھا۔ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ جب رسول کریم ﷺ بدر تشریف لے گئے اور اللہ تعالی نے آپ کو فتح و کامرانی سے نوازا تو وہ حسد کرنے لگا اور بغاوت پر اتر آیا۔ اس نے رسول کریم ﷺ اور صحابہ کی مذمت میں ایک توہین والا قصیدہ کہا۔

سالم بن عمیر نے نذر مانی کہ میں ابو عفک کو قتل کروں گا یا اسے قتل کرتے ہوئے مارا جاؤں گا۔ سالم موقع کی تلاش میں تھا۔ موسم گرما کی ایک رات تھی۔ ابو عفک موسم گرما میں قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے صحن میں سو رہا تھا۔ اندریں اثنا سالم بن عمیر آیا اور تلوار اس کے جگر پر رکھ دی۔ دشمن خدا بستر پر چیخنے لگا۔ اس کے ہم خیال بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ پہلے اسے اس کے گھر میں لے گئے اور پھر قبر میں دفن کر دیا۔ کہنے لگے اسے کس نے قتل کیا؟ بخدا اگر ہمیں قاتل کا پتہ چل جائے تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔

قدرت کی طرف سے گستاخ رسول کی سزا

رواہ مسلم من حدیث سلیمان بن المغیرۃ بن ثابت عن انس قال کان منا رجل من بنی نجار قد قرءالبقرۃ وآل عمران وکان یکتب للنبیﷺ،فانطلق ھاربا حتی لحق باھل الکتاب ،قال:فعرفوہ ،قالوا:ھذا قد کان یکتب لمحمد ،فاعجبوا بہ،فما لبث ان قصم اللہ عنقہ فیھم،فحفروہ لہ فواروہ،فاصبحت الارض قد نبذتہ علی وجھھا،ثم عادوا فحفوہ لہ فواروہ،فاصبحت الارض قد نبذتہ علی وجھھا، ثم عادوا فحفروا لہ فواروہ،،فاصبحت الارض قد نبذتہ علی وجھھا، فترکوہ منبوذا۔[13]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی نجار سے سے ایک آدمی جو سورہ بقرہ اور سورہ ال عمران کو سیکھ رہا تھا اور کاتب وحی بھی تھا (یہ منافق بارگاہ مصطفوی میں گستاخی کا مرتکب ہوا) اور بھاگ کر اہل کتاب سے جاملا۔ انہوں نے تعجب کیا۔ ابھی ان کے پاس اسے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ لوگوں نے اس کیلئے قبر کھود کر اس میں دفن کر دیا۔ صبح ہوئی تو دیکھا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ اسے پھر دفن کیا اگلے دن زمین نے پھر اسے باہر پھینک دیا۔ اس سے اگلے دن پھر یہی ہوا اس پر لوگوں نے اسے ایسے ہی بے گور و کفن چھوڑ دیا۔

عاصم بن ثابت کا گستاخ عقبہ بن معیط کو قتل کرنا

وقد روی البزار عن ابن عباس ان عقبۃ بن ابی معیط نادی یا معشر قریش مالی اقتل من بینکم صبرا فقال لہ النبی ﷺ بکفرک وافترائک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔[14]

بزاز نے روایت بیان کی ہے کہ جب عقبہ بن ابی معیط قتل ہونے لگا تو اس نے پکار کر کہا کہ اے قبیلہ قریش کے لوگو! دیکھو آج میں تمہارے سامنے قتل کیا جارہا ہوں (اور تم خاموش کھڑے ہو) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے کفر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا

پردازی کے سبب قتل ہو رہا ہے۔

عمیر بن عدی کا خطمی عورت عصماء بنت مروان کو قتل کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

هجت امراة من خطمة النبی صلی الله علیه وسلم فقال : (من لی بها ؟) فقال رجل من قومها : انا یا رسول الله ، فنهض فقتلها فاخبر النبی صلی الله علیه وسلم ، فقال : (لا ینتطح فیها عنزان)۔[15]

خطمہ ''قبیلے کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس عورت سے کون نمٹے گا۔'' اس کی قوم کے ایک آدمی نے کہا۔اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ کام میں سرانجام دوں گا۔ چنانچہ اس نے جاکر اسے قتل کر دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہ ٹکرائیں یعنی اس عورت کا خون رائیگاں ہے اور اس کے معاملے میں کوئی دو آپس میں نہ ٹکرائیں۔

مشرک گستاخ کو قتل کرنا زبیر بن عوام کا

عن ابن عباس ان رجلا من المشرکین شتم رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم (من یکفینی عدوي ؟) فقام الزبیر بن العوام فقال : انا فبارزه ، فاعطاه رسول الله صلی الله علیه وسلم سلبه ۔[16]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''مشرکین میں سے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے اس دشمن کی کون خبر لے گا؟ تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سامان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔

نتائج بحث

مقدسات کی توہین ادیان و اقوام عالم میں قابل مذمت و گرفت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تحفظ ناموس رسالت ایمان کی اساس ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی ناقابل برداشت ہے، حالانکہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام عفو و درگذر اور رحمدلی کے اعلی مرتبے پر فائز تھے لیکن اپنی زندگی میں توہین رسالت کے مرتکب کو کیفر کردار تک پہنچانے میں کبھی دیر نہیں کی، اس مقالے یہ بھی چیز واضح ہوگئی کہ گستاخ رسول کسی بھی دین، رنگ، نسل اور جنس سے تعلق رکھتا ہو وہ سخت سزا کا حقدار ہے۔ صحابہ کرام اپنی زندگی میں ہر چیز برداشت کرتے تھے لیکن آپ ﷺ کی عزت پر حملہ ہر گز برداشت نہ کرتے۔

سفارشات

1۔ متنازعہ مواد اور توہین رسالت پر مبنی ویب سائیٹس کو فورا بلاک کرنے اور ایسے لوگوں کے خلاف سخت اقدامات کی ضرورت ہے۔

2۔ ارباب حل وعقد گستاخ رسول کو کیفر کردار تک پہنچا کر معاشرے میں توہین رسالت کا سد باب کر سکتے ہیں۔

3۔ علماء، خطباء اور سماجی رہنما کانفرنسز، سیمینارز اور دروس کے ذریعے لوگوں میں مذہبی رواداری پیدا کر کے مذہبی رہنماؤں کی توہین سے بچاجاسکتاہے۔

4۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل عشق رسول سے ہمکنار تھے، ان کی زندگیوں پر عمل کر کے نبی ﷺ سے سچی عقیدت اور محبت کی فضا قائم کر سکتے ہیں۔

حوالہ جات

[1] القرآن الکریم، البقرۃ:104

[2] محمد بن اسمائیل، صحیح بخاری، ج3، ص142، حدیث2510، دار طوق النجاۃ، طبع اول1422ھ

3ایضا" ج،5ص91، حدیث4038

[4] ایضا" ج،5ص148، حدیث4286

[5] تقی الدین، احمد بن عبدالحلیم، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، تحقیق محی الدین عبدالحمید،، ج1، ص135، الحرس الوطنی السعودی

[6] اسماعیل بن عمر، البدایہ والنھایہ، الفکر، ج4، ص298، دار الفکر1407ھ

[7] سجستانی، محمد بن اشعث، سنن ابی اداؤد، تحقیق محی الدین عبدالحمید، ج4، ص129، حدیث، 4361، المکتبۃ العصریہ بیروت

ایضا" ج4، ص129، حدیث [8]4362

[9] الطبرانی، سلیمان بن احمد، معجم الکبیر، تحقیق حمدی بن عبدالمجید ج17، ص64، حدیث124، مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ

[10] الصنعانی، عبدالرزاق بن ہمام، مصنف عبدالرزاق، تحقیق حبیب الرحمن اعظمی، ج5، ص307، حدیث9705، المجلس العلمی ہند، 1403ھ

[11] النسفی، عبداللہ بن احمد، مدارک التنزیل وحقائق التاویل، تحقیق یوسف علی بدیوی،، ج1، ص168، دار الکلم الطیب بیروت، 1419ھ

[12] الواقدی، محمد بن عمر، کتاب المغازی للواقدی، تحقیق مارسدن جونس، سریۃ قتل ابی عفک، ج1، ص175، 174، دار الاعلمی بیروت1409ھ

[13] القشیری، امام مسلم بن حجاج بن مسلم، الصحیح المسلم، ج4، ص2145، حدیث2781، دار احیاء التراث العربی بیروت

[14] تقی الدین، احمد بن عبدالحلیم، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، تحقیق محی الدین عبدالحمید، ج1, ص144، الحرس الوطنی السعودی

[15] السبتی، عیاض بن موسی، الشفا بتعریف حقوق المصطفی، ج2، ص222، 441 دار الفیحاء عمان1407ھ

[16] الصنعانی، عبدالرزاق بن ہمام، مصنف عبدالرزاق، تحقیق حبیب الرحمن اعظمی، ج5، ص236 حدیث9477، المجلس العلمی ہند، 1403ھ